AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title تفقہ فی الدین میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی بصیرت

Author (s): Dr. Mudassir Farooq
Dr Saeed Ahmad

Received on: 20 December, 2021
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 10 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Tafaqquh Fi Din Main Khawaja Nizam ud Din ki Ijtahadi Baseerat", AL-ILM 6 no 1(2022):264-279

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

تفقہ فی الدین میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی بصیرت

حافظ مدثر فاروق*

ڈاکٹر سعید احمد**

Abstract

Islamic jurisprudence was established to set up unity and harmony in the beliefs, political and social affairs of Muslim Ummah. The jurists also tried to organize the human society under the Islamic Empire. Thus, the hard work of the jurists played an important role in maintaining the unity of the Muslim community and creating unity in social affairs. On the other hand, Sufism sought to create sincerity and divinity in individual's actions. Thus, on the one hand, the influence of Sufi leaders was established in religious circles and on the other hand, the kind treatment of Sufis with the poor and needy people captivated the hearts of the people. In this way, Sharīʿah and Ṭarīqah became compatible with each other and without them the concept of survival of the Muslim Ummah would not have been possible.

Ḥaḍrat Niẓām al-Dīn (May Allah have mercy on him) is counted among the great Sufis who were not only Sufis but also Sufi jurists. Along with the Qurʾān and Hadith, Ḥaḍrat Niẓām al-Dīn also had a thorough knowledge of Islamic jurisprudence. He had full access to the knowledge of jurisprudence and often used to express his views on jurisprudential issues in his meetings. Through the contents of this article, it is intended to reveal some erudition of Ḥaḍrat Niẓām al-Dīn in the field of Islamic Jurisprudence.

Key Words: Niẓām al-Dīn, Islamic Jurisprudence, Erudition, Sufism, Society, Social Affairs.

علمِ فقہ کا قیام مسلم امہ کے اعتقادات وعبادات اور سیاسی و اجتماعی معاملات میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ فقہائے کرام نے سلطنتِ اسلامیہ کے ماتحت انسانی معاشرے کو منظّم کرنے کی کوشش بھی کی۔ چنانچہ فقہائے کرام کے رعب و دبدبہ نے مسلم معاشرے کی اجتماعیت کو باقی رکھنے اور سماجی معاملات میں یکجہتی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جبکہ دوسری جانب تصوف نے افراد کی تعمیر، ان کے اعمال میں صدقِ نیت اور اخلاص وللّٰہیت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یوں ایک جانب تو مشائخِ صوفیہ کا اثر ورسوخ دینی حلقوں میں قائم ہو گیا اور دوسری جانب فقراء و مساکین کے ساتھ صوفیہ کرام کے حسنِ سلوک نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا۔

*: پی ایچ ڈی اسکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

**اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

اس طرح شریعت و طریقت ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو گئے اور ان کے بغیر امتِ مسلمہ کی بقا کا تصور ممکن نہ رہا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

"مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ، وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ، وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ".[1]

(یعنی جس نے بغیر علمِ تصوف کے فقہ کو سیکھا، وہ فاسق ہے اور جس نے بغیر فقہ کے تصوف حاصل کیا، وہ زندیق ہے اور جو ان دونوں کا جامع ہوا یقیناً وہ حقیقت آشنا ہو گیا۔)

فقہ و تصوف کے درمیان انتہائی لطیف سا فرق بیان کیا جاتا ہے۔ سید اخلاق حسین قاسمی رقمطراز ہیں:

"تصوف اپنی حقیقت (اصلاح باطن) کے لحاظ سے فقہ (علم ظاہر) سے مرتبہ میں بلند ہے، لیکن علمِ فقہ انسان کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کے لحاظ سے اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے اور مصالحِ شریعت کی عام رعایت علم فقہ میں ہی موجود ہے"۔[2]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نکتہ بیان کیا ہے:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے[3]

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار انھی کبار صوفیۂ کرام میں ہوتا ہے، جو فقیہ صوفی تھے۔ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ اسلامی پر بھی کامل عبور حاصل تھا۔ فقہ کو آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ اس زمانے کا عام رواج بھی یہی تھا کہ طلبہ قاضی بننے کی امید میں اپنی تمام تر توانائیاں اصولِ فقہ کے حصول میں صرف کرتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی مشہور کتاب "قدوری" کی تعلیم مولانا علاؤالدین اصولی سے حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں مولانا برہان الدین مرغینانی کی کتاب "ہدایہ" کا درس بھی مولانا اصولی ہی سے لیا تھا۔

امیر خورد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

ایک مجلس میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے مولانا فخر الدین زرّادی اور ان کے ایک ساتھی سے پوچھا کہ تم لوگ کس سے پڑھتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ مولانا فخر الدین ہانسوی سے۔

آپ علیہ الرحمۃ نے استفسار فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو؟

انھوں نے عرض کی:

ہدایہ پڑھتے ہیں۔ مخدوم نصیر الدین فرماتے ہیں کہ جب میں مولانا ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں شریک ہوتا تھا تو مولانا فخر الدین زرّادی، حضرت شیخ المشائخ کے بارے میں نہایت متعصبانہ گفتگو کرتے تھے۔ میں اس تعصب کو دور کرنے کے لیے انھیں شیخ کی خدمت میں لایا تھا۔ حضرت خواجہ نے اس ملاقات میں ان سے تعلیم کے بارے میں سوالات کیے۔

حضرت محبوب الٰہی نے مزید استفسار فرمایا کہ سبق کہاں تک پہنچا ہے؟

مولانا فخر الدین میرے پاس سے اٹھ کر سبق کا صحیح مقام بتانے لگے اور ساتھ ہی اس شبہ کا ذکر کیا، جو اس سبق میں رہ گیا تھا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ کے اس مسئلے پر وارد ہونے والے اشکالات وشبہات کو دور کرتے ہوئے نہایت عالمانہ تقریر فرمائی۔ حضرت نے اپنے تبحر علمی کی بناء پر انتہائی فاضلانہ انداز میں گفتگو فرمائی۔ لطافتِ تقریر سے ششدر اور متحیر ہو کر مولانا فخر الدین آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے، یہاں تک کہ میرے قریب آگئے اور میرے کان میں چپکے سے کہا کہ میں شیخ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے پہلے تو انکار کیا مگر مولانا کے اصرار پر آپ نے بیعت فرمالیا۔[4]

حضرت مخدوم نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ حنفی کی مشہور اور جامع ترین کتاب "ہدایہ" پر مکمل عبور حاصل تھا، یہاں تک کہ آپ اپنے تلامذہ کے علمی اشکالات کا ازالہ بھی فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ علمِ فقہ پر بھرپور دسترس رکھتے تھے اور اکثر وبیشتر اپنی مجالس میں فقہی مسائل پر اظہار خیال بھی فرماتے تھے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ دنیائے عشق سے تعلق رکھنے والے فقہی مسائل میں نہیں الجھا کرتے، البتہ جب بیان کرنے پر آتے ہیں تو یہاں بھی اسی غیر معمولی تبحر اور کمال حافظہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس آرٹیکل کے مندرجات کے ذریعے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے اسی تبحر علمی کو آشکار کرنا مقصود ہے۔

مومن نجس نہیں ہوتا

جامعِ ملفوظات خواجہ حسن سجزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں حضرت سلطان المشائخ نے بیان فرمایا:

ایک روز رسول اللہ ﷺ کسی راستے پر تشریف لے جارہے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سامنے سے آ گئے۔ مصطفیٰ ﷺ ان سے خوش طبعی فرماتے تھے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ بڑھایا تاکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مصافحہ کرلیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ہاتھ کیوں سمیٹتے ہو؟ بولے: یارسول اللہ ﷺ! میں اس وقت بیوی سے مل کر آرہا ہوں اور میں نے غسل نہیں کیا ہے۔ آپ جیسی پاک شخصیت کا ہاتھ کیسے تھاموں؟

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ہرگز نجس نہیں ہوتا۔[5]

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ درج ذیل الفاظ کے ساتھ اپنا استدلال پیش کرتے ہیں:

جنبی شخص غسل کا ضرورت مند ہوتا ہے، نجس نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر کوئی جنبی کے جھوٹے کئے ہوئے پانی کو پی لے تو کچھ حرج نہیں ہے۔[6]

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے جو نتیجہ اخذ کیا ہے، وہ یقیناً آپ کی اجتہادی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فرض ادا کرنے کے بعد جگہ تبدیل کرنا

خواجہ حسن سجزی بیان کرتے ہیں:

ایک مجلس میں نماز کا ذکر ہوا۔ بندے نے عرض کی کہ فرض ادا کرنے کے بعد جو جگہ بدلتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ ارشاد ہوا کہ جگہ بدل لینا بہتر ہے۔ اگر امام اپنی جگہ نہ بدلے تو یہ مکروہ ہے۔ البتہ مقتدی جگہ نہ بدلے تو اس میں کراہت نہ ہوگی۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ بدل لے۔[7]

دراصل خواجہ صاحب نے یہ استدلال درج ذیل حدیث طیبہ کی روشنی میں کیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ، أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ[8]

کیا تم میں سے کوئی شخص عاجز ہے کہ وہ (فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل وسنن کے لئے) آگے، پیچھے، دائیں یا بائیں ہو جایا کرے۔

اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ ہیں:

لَا يُصَلِّ الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ[9]

امام اس جگہ نماز ادا نہ کرے جہاں اس نے جماعت کروائی ہو، بلکہ جگہ تبدیل کرے۔

اس سے واضح ہوا کہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ مسائل کے جواب ارشاد فرماتے ہوئے احادیثِ نبویہ ﷺ کو بھی مد نظر رکھتے تھے اور فقہائے کرام کی طرح ان سے استدلال کرتے تھے۔ یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ فقہ کے ساتھ محدثانہ جلالتِ علمی کے بھی حامل تھے۔

نوافل سے متعلقہ مسائل کی تفہیم

ایک دن نفلی نمازوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

نبی اکرم ﷺ نے جو نمازیں ادا کیں، وہ تین قسم کی تھیں۔ ایک وہ جن کا تعلق وقت سے ہے، ایک وہ جن کا تعلق سبب سے ہے اور ایک وہ جن کا تعلق نہ وقت سے ہے نہ سبب سے ہے۔[10]

نمازوں کے ان اوقات کی وضاحت میں آپ علیہ الرحمۃ نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر فرمایا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ وہ نمازیں جن کا تعلق اوقات سے ہے، بعض ان میں روزانہ ادا کی جاتی ہیں، ایک نماز آٹھویں دن ادا کی جاتی ہے۔ دو نمازیں (عیدین کی) سال بھر کے بعد ادا کی جاتی ہیں۔

وہ نمازیں جن کا تعلق سبب سے ہے، یہ دو ہیں: ایک استسقاء کی نماز اور دوسری سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز۔

جبکہ وہ نمازیں جن کا تعلق نہ وقت سے ہے اور نہ کسی سبب سے وہ صلوٰۃ التسبیح اور صلوٰۃ السلام (سلامتی کے لیے نماز) ہے۔[11]

یہ پورا بیان اس قدر مرتب اور واضح ہے کہ یہ محسوس ہوتا ہے جیسے احیاء العلوم حضرت کے سامنے کھلی ہوئی تھی اور آپ اسے دیکھ کر نمازوں کی تفصیل بیان فرما رہے تھے۔ یہ علم میں مہارت اور بے مثال یادداشت کا کمال تھا کہ آپ نے اتنی وضاحت سے نمازوں کی تفصیل بیان فرمادی۔

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے اعمالِ صالحہ اور عبادات کی ترغیب کے سلسلہ میں مشائخ کے عام طرزِ عمل کا لحاظ رکھا ہے اور اس باب میں آپ علیہ الرحمۃ کمزور احادیث و آثار بھی نقل فرماتے ہیں۔ اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ ترغیب اور فضیلتِ اعمال کی روایات بھی بیان کرتے ہیں۔ ان روایات کے مآخذ و مصادر کی حیثیت سے عام طور پہ آپ کے پیش نظر امام غزالی علیہ الرحمۃ کی احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت رہی ہیں۔ چنانچہ شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:

"بیانے با تحقیق است اورا، آں گاہ فرمود کہ در احیاء العلوم مے آرد کہ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان"۔[12]

(امام غزالی علیہ الرحمۃ نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے، تحقیق سے بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں فرمایا کہ انھوں نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ روزہ نصف صبر ہے اور صبر نصف ایمان ہے۔)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً امام غزالی علیہ الرحمۃ کی تصانیف شیخ علیہ الرحمۃ کے زیر مطالعہ رہی تھیں اور آپ فضائل اور ترغیب کے معاملے میں ان کتب کی روایات کا حوالہ بھی دیا کرتے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے ترغیب وترہیب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو مد نظر رکھا ہے اور محدثین کی اسی رائے کو اختیار فرمایا ہے کہ اس باب میں توسع کی گنجائش موجود ہے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کی موعظت میں کئی مقامات پہ امام غزالی کا اسم گرامی ذکر کیا ہے جبکہ اکثر مقامات پہ آپ علیہ الرحمۃ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ آپ امام غزالی علیہ الرحمۃ کا حوالہ دیے بغیر ان کی کتب میں موجود ترغیبی روایات کو بیان فرماتے ہیں۔

نوافل کی با جماعت ادائیگی کے حوالہ سے خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا موقف ذیل کی روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

ایک مرتبہ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ نفل نمازوں کا جماعت سے پڑھنا کہیں مذکور ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"بعض مشائخ اور بزرگوں نے نفل نماز باجماعت ادا کی ہے۔ مزید فرمایا کہ شب برات کا موقع تھا۔ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ اس رات جو نماز پڑھی جاتی ہے، اسے باجماعت ادا کرو اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔"[13]

اسی طرح ایک بار خواجہ امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہو کہ اس دوران کسی بزرگ ہستی کی تشریف آوری ہو جائے، کیا اس شخص کے لیے نماز چھوڑ کر اس بزرگ ہستی کی صحبت اختیار کرنا جائز ہے؟

آپ نے جواب دیا، جائز نہیں ہے، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اپنی نماز مکمل کرے۔

انھوں نے دوبارہ عرض کیا کہ جو نفل نماز ادا کرتا ہے، وہ بھی ثواب اور سعادت حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے، اس دوران اگر اس کا شیخ و مربی آجائے تو اس کے لیے قدم بوسی میں بڑی سعادت پنہاں ہے، کیونکہ اصحاب طریقت کا اعتقاد ہے کہ نفل نماز کے ثواب سے زیادہ مرشد کی قدم بوسی کرنے میں عزت ہے۔

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حکم شرع اسی طرح ہے کہ وہ اپنی نماز مکمل کرے۔

اسی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کسی دریا کے کنارے پہنچے۔ مریدوں کو دیکھا کہ وہ وضو کر رہے ہیں۔ ان کی نظر جیسے ہی شیخ پر پڑھی، وہ وضو ہی میں کھڑے ہوگئے اور شیخ کی تعظیم بجا لائے، مگر ایک درویش نے انتظار کیا اور مکمل وضو کرنے کے بعد شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ان میں سے درویش یہی ہے کہ اس نے اپنا وضو پورا کیا، پھر میری تعظیم کے لیے حاضر ہوا۔[14]

مذکورہ بالا حکایت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات کی روشنی میں گاہے بگاہے مسائلِ فقہیہ کی تشریح و توضیح فرماتے اور متوصلین و متعلقین کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

جمعہ کی جماعت کس سے ساقط ہے؟

حضرت خواجہ امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی مجلس میں نماز جمعہ کا ذکر چل نکلا کہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کی کوئی تاویل موجود ہے؟

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی تاویل نہیں ہے، سوائے اس کے کہ کوئی غلام ہو یا مسافر ہو یا مریض ہوں۔ جو شخص قدرت رکھتا ہے، وہ نماز کے لیے ضرور جائے۔ اگر باوجود قدرت کے کوئی شخص نماز کے لیے نہیں جاتا، وہ سخت دل ہے۔

مزید فرمایا کہ اگر کوئی ایک جمعہ کو نہ جائے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر پڑ جاتا ہے اور اگر دو جمعہ کے لیے نہیں جاتا تو دو سیاہ نقطے پڑ جاتے ہیں اور اگر تین جمعہ نہ جائے تو اس کا تمام دل سیاہ پڑ جاتا ہے۔[15]

اس فرمان کے ساتھ جہاں آپ نے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے، وہیں ان افراد کی نشاندہی بھی فرمادی جنہیں نمازِ جمعہ میں حاضری سے رخصت حاصل ہے، جو کہ آپ کی علمی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

صلوٰۃ التراویح اور حضرت محبوب الٰہی کے فرمودات

تراویح کی رکعات کے مسئلہ میں احناف و شوافع کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ میں پوری قوت سے احناف کے مسلک کی تائید فرمائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تراویح سنت است و جماعت سنت است و یک ختم در تراویح سنت است۔"

(تراویح سنت ہے اور جماعت سنت ہے اور تراویح میں ایک مرتبہ قرآن پاک کی تکمیل سنت ہے۔)

کسی نے سوال کیا کہ تراویح سنتِ رسول ﷺ ہے یا سنتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سنتِ صحابہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک روایت کے مطابق تین رات اور ایک روایت کے مطابق ایک رات تراویح ادا فرمائی۔

"اما مداومت ایں سنت عمر خطاب کرد رضی اللہ عنہ، در عہد خلافت خود"۔

(البتہ اس کی مداومت اور پابندی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں فرمائی۔)

پھر کسی نے سوال کیا:

"سنتِ صحابہ اہم سنت گوید؟ فرمود، در مذہب ما گویند۔ اما در مذہب امام شافعی ہماں سنت است کہ رسول اللہ ﷺ مے کرد۔"[16]

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ بھی سنت ہے؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہاں! ہمارے مسلک میں اسے بھی سنت کہتے ہیں۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں سنت وہ فعل ہے جسے رسول پاک ﷺ نے کیا ہو۔"

اس ساری بحث میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یہ کہ تراویح کے حوالہ سے اپنا موقف اور نظریہ واضح کیا ہے بلکہ آپ نے سنت سے متعلق انتہائی اہم ابحاث بھی بیان فرمادی ہیں، جس سے آپ کا فقیہ صوفی ہونا واضح اور عیاں ہے۔

قراءۃ خلف الامام اور حضرت محبوب الٰہی کا موقف

سورۂ فاتحہ کی قرأت سے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اختلاف صرف امام کے ساتھ نماز ادا کرنے والے مقتدی کے سلسلہ میں ہے کہ اس کا سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اگر پڑھنا جائز ہے تو واجب ہے یا مستحب؟ اس حوالہ سے علمائے کرام کے مابین اختلاف ہے۔ عقائدِ احناف میں امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ احتیاطاً استحباب کے قائل ہیں، جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے:

"ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ".[17]

(احتیاطاً مستحسن ہے کہ مقتدی بھی سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے، جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام محمد کے اس قول کو مختار فرمایا ہے۔ ایک موقع پہ آپ فرماتے ہیں:

"مقتدی کو چاہیے کہ ہر رکعت میں بسم اللہ اور فاتحہ پڑھے۔ میں خود بھی پڑھتا ہوں۔ اس پر آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((من قراء خلف الامام ففی فیه الکثکث))[18]

(جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں خاک ہو۔)

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو وعید لاحق ہوتی ہے اور اگر دوسری حدیث میں غور کرتے ہیں، جس میں فرمایا:

((لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ))[19]

(جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہ ہوئی۔)

اس حدیث پاک سے امام کے پیچھے قرأت کے بغیر نماز کی عدم صحت ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے وعید کو برداشت کرنا چاہیے اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنی چاہیے تاکہ اجماعاً نماز درست ہو کیونکہ؛

"والاخذ بالاحوط والخروج من الخلاف اولیٰ".[20]

(احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔)

فاتحہ خلف الامام کے موقف میں احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے اور اجتہاد کی روش اپناتے ہوئے خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ امام شافعی کے موقف کو پسند فرماتے ہیں یہی احتیاط صوفیہ کرام کی عمومی روش بھی ہے۔ جیسا کہ "کشف القناع" کے مقدمہ میں حضرت خواجہ کے ممتاز خلیفہ علامہ فخر الدین زرّادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کی تائید کی ہے کہ

"فهم يعملون بالمذهب الاحوط ولا يقبلون المذهب المعين". [21]

"صوفیہ مذہبِ محتاط پر عمل کرتے ہیں اور کسی معین مذہب کو قبول نہیں کرتے"۔

اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ظاہری و باطنی ہر دو علوم میں نابغۂ روزگار تھے۔

کسی عذر کی وجہ سے عیدین کو مؤخر کرنا اور حضرت شیخ کا استدلال

خواجہ حسن سجزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پر بڑی شدید بارش ہوئی، جس کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت نمازِ عید ادا نہ کر سکی۔ عید کے اگلے روز یعنی گیارہ ذوالحج کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے نماز کی بابت دریافت فرمایا:

میں نے عرض کیا کہ میں نماز کو نہیں جا سکا تھا۔

ارشاد ہوا کہ ہاں اکثر لوگ نہیں پہنچے۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک رکعت پڑھی تھی، دوسری رکعت میں بارش ہونے لگی۔ اس کے بعد جب نماز ہو چکی تو خطیب صاحب رہ گئے تھے اور یہ دعا گو (مراد حضرات خواجہ نظام الدین اولیاء) اور مخلوق سب واپس چلی گئی تھی۔

خواجہ حسن سجزی مزید لکھتے ہیں:

اس درمیان بندے نے (خواجہ حسن سجزی نے) عرض کی کہ اگر اس عید کے موقع پر کسی رکاوٹ کی وجہ سے نماز میسر نہ آئے تو کیا یہ جائز ہے کہ دوسرے روز پڑھ لیں؟

ارشاد ہوا: ہاں، جائز ہے۔ اس عید پر اگر نماز میسر نہ ہو تو دوسرے روز پڑھ لیں اور تیسرے روز بھی جائز ہے۔ لیکن عید الفطر میں اگر نماز نہ ہو سکے تو دوسرے روز نہ پڑھیں۔

پھر زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ مجھے اس عید کے موقع پر خیال آیا تھا کہ اگر بارش اتنی زیادہ ہو کہ نماز نہ پڑھ سکیں تو دوسرے روز پڑھ لیں گے۔ لیکن چونکہ سب لوگ اور خطیب صاحب آ گئے تھے، اس لیے نماز پڑھ لی گئی۔[22]

مذکورہ بالا روایت حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی فقیہانہ بصیرت کو آشکار کر رہی ہے۔ اللہ کریم نے آپ کو باطنی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم سے بھی نوازا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کی بارگاہ میں آنے والا ظاہر و باطن کے علوم و معارف سے اپنے دامن کو سیراب کرتا تھا اور آپ کی مجلس میں اپنی روحانی بالیدگی کا سامان کرتا تھا۔

غائبانہ نماز جنازہ اور حضرت شیخ کا اجتہاد

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور ایک مسلمان کا حق ہے۔ اگر کسی مسلمان کو بغیر جنازہ دفن کر دیا گیا، اس صورت میں جن لوگوں کو اس کی موت کی اطلاع موصول ہو گی، وہ سب گنہگار ہوں گے۔

غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں فقہائے کرام میں اختلاف ہے۔ فقہائے احناف اور مالکیہ غائبانہ نماز جنازہ سے منع کرتے ہیں[23] جبکہ شوافع اور حنابلہ غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کے قائل ہیں۔[24] احناف میں سے بعض صوفیہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔ ان میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

فوائد الفواد میں مذکور ہے کہ

اس بات کا ذکر آیا کہ بعض لوگ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی ہے کیونکہ ان کا انتقال کسی اور علاقہ میں ہوا تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر میت کے جسم کا کوئی عضو بھی لایا جائے، جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلی وغیرہ، اس پر بھی نماز جنازہ جائز ہے۔[25]

صدقۂ فطر اور حضرت شیخ کی تربیت

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو پابندِ شرع بنانے اور عمل پر ابھارنے کی خاطر مختلف اوقات میں تلقین و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ امیر حسن سجزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، ایک مرتبہ حضرت نے سوال کیا:

صدقہ (عید الفطر کے دن دیا جانے والا صدقہ) دیتے ہو؟

بندے نے سوال کے طور پر عرض کیا کہ مجھ پر واجب ہے؟

فرمایا: اگر نصاب پورا ہو اور بنیادی ضروریات سے زیادہ ہو تو دینا چاہئے مگر لباس اور گھوڑا اور دوسری ضروریات حساب میں نہیں لگتیں لیکن نقد موجود ہو تو دینا چاہئے۔

بندے نے عرض کی کہ اگر نقد رقم موجود نہ ہو تو؟

آپ نے اس صورت میں کوئی حکم نہیں فرمایا۔

پھر ارشاد ہوا کہ اس وقت تو میرے پاس بہت کچھ ہے۔ لیکن جس وقت میرے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا تو میں قرض لے کر صدقہ فطر ادا کرتا تھا۔ جب یہ حدیث مجھ تک پہنچی کہ رمضان کے روزے صدقۂ فطر پر موقوف ہیں تو میں صدقۂ فطر دینے لگا۔[26]

بندہ (حسن علاء سجزی) نے سرِ نیاز جھکایا اور عرض کی: میں بھی تیار ہوں۔ آئندہ صدقۂ فطر دیا کروں گا۔

ارشاد ہوا کہ اپنا صدقہ دو اور غلاموں اور چھوٹوں کی طرف سے بھی صدقہ دو۔[27]

مذکورہ بالا روایت میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول و فعل کے ساتھ خواجہ حسن سجزی علیہ الرحمۃ کو صدقۂ فطر کی ادائیگی کی ترغیب دلائی۔ روایت کے آخر میں خواجہ حسن سجزی کا سرِ نیاز جھکانا اور صدقۂ فطر ادا کرنے کا عزمِ مصمم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات کی وساطت سے ارادت مندوں کے باطن کو نکھار دیا کرتے تھے۔

سجدۂ تعظیمی اور حضرت شیخ کی فقہی بصیرت

سجدۂ تعظیمی کے حوالہ سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ذیل کی روایات سے سمجھا جا سکتا ہے۔ امیر حسن سجزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مجلس میں ذکر چل نکلا کہ مخدوم کی خدمت میں مرید آتے ہیں اور سجدۂ تعظیم

کرتے ہیں۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میرا جی تو چاہتا ہے کہ لوگوں کو منع کروں لیکن چونکہ میرے شیخ کے سامنے بھی اسی طرح ہوتا تھا، اس لئے منع نہیں کرتا۔

خادم نے اس پر عرض کیا کہ جو غلام مخدوم سے وابستہ ہیں اور جو مرید ہوئے ہیں اور بیعت کی ہے، ان کی یہ ارادت اور بیعت پیر کے عشق و محبت سے عبارت ہے۔ پس جہاں عشق و محبت کا دخل ہوتا ہے، وہاں زمیں پر سر رکھنا ایک معمولی سی خدمت ہے۔[28]

اسی طرح ایک اور مجلس میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے فرمایا:

میرے پاس لوگ آتے ہیں اور اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں۔ چونکہ شیخ الاسلام فرید الدین اور شیخ قطب الدین قدس اللہ روحہما العزیز کے سامنے منع نہیں تھا، میں بھی منع نہیں کرتا۔

اس درمیان بندے نے عرض داشت کی کہ اگر کوئی مخدوم کے سامنے آتا ہے اور چہرہ زمین پر رکھتا ہے، اس سے اس کو کچھ حاصل ہی ہوتا ہے اور اس کی نفس شکنی ہوتی ہے اور مخدوم تو خدائے عزوجل کی طرف سے بنائے گئے ہیں۔ آپ کی بزرگی مریدوں کی خدمت کرنے سے تھوڑی ہے!

اس کے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس بارے میں حکایت بیان فرمائی کہ انہی گزشتہ دنوں میں ایک شخص آئے، بزرگ زادے تھے، سیاحت کئے ہوئے اور شام و روم دیکھے ہوئے۔ جب وہ آکر بیٹھے تو اسی دوران وحید الدین قریشی آئے اور جیسا کہ خدمت گاروں کی رسم ہے۔ آداب بجالائے اور سر زمین پر رکھا۔ یہ صاحب جو بیٹھے تھے، پکار کر بولے کہ ایسا نہ کرو، سجدے کی اجازت کہیں نہیں آئی ہے۔ وہ اس بارے میں جھگڑا کرنے لگے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ انہیں جواب دوں۔ لیکن جب بات بہت بڑھ گئی اور وہ اس بارے میں بہت غلوّ کرنے لگے تو میں نے ان سے بس اتنا کہا کہ سنو! ادھم مت مچاؤ۔ جو بات بھی کبھی فرض رہی ہو، جب اس کی فرضیت چلی جاتی ہے تو استحباب باقی رہتا ہے۔ جیسا کہ ایامِ بیض اور ایامِ عاشورہ کے روزے ماضی کی امتوں پر فرض تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چونکہ ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہوا تو ایامِ بیض اور ایامِ عاشورہ کے روزہ کی فرضیت اٹھ گئی لیکن استحباب باقی رہا۔ اب سجدے پر آتا ہوں۔ ماضی کی امتوں میں یہ مستحب تھا۔ چنانچہ رعیت، بادشاہ کو اور شاگرد، استاد کو اور امت، پیغمبر کو سجدہ کیا کرتی تھی۔ جب عہدِ رسول اللہ ﷺ آیا تو یہ سجدہ نہ رہا۔ البتہ اگر استحباب چلا گیا تو اباحت تو باقی رہی۔ اگر مستحب نہیں تو مباح ہوگا۔ مباح سے انکار اور ممانعت کہاں سے آئی ہے؟ کوئی ایک ہی مجھے بتا دو۔ خالی خولی انکار کیا ہوتا ہے؟ جب میں نے یہ کہا تو وہ چپکے ہوئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

یہ حکایت پوری فرمانے کے بعد ارشاد کیا کہ

(بعد میں) میں پشیمان ہوا کہ میں نے اتنی بات بھی ان سے کیوں کہی، جس سے وہ دل شکستہ ہو گئے ہوں۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ اگر کپڑا یا نقدی یا کوئی اور چیز ان کو دیتا تو اچھا ہوتا۔[29]

اس پورے واقعہ میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے شرائع سابقہ کے احکامات اور ان کی فرضیت و استحباب کی بحث کی ہے اور سجدۂ تعظیمی کو ایامِ بیض اور ایامِ عاشورہ کے روزوں پر قیاس کرتے ہوئے استدلال پیش کیا ہے۔ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی اجتہادی جلالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خلاصہ کلام

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو ملاشیانِ علم و حکمت کے لئے دلیل و حجت ہے۔ آپ کی تعلیمات و ملفوظات ہر مبتدی اور منتہی کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اس آرٹیکل کے مندرجات میں حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت، استحضارِ ادلہ اور مسائلِ فقہیہ میں وجہ اختلاف و ترجیح کی چند امثلہ بیان کی گئی ہیں، جن سے یہ حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سوسائٹی کے مسائل میں اپنی رائے اور اجتہاد رکھتے تھے۔ مذکورہ بالا سطور سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ کے نزدیک مذاہبِ اربعہ کی آراء میں اختلاف کے درمیان ترجیح کی بنیاد قوتِ دلیل سے زیادہ احتیاط ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ محتاط رائے کو اختیار کرنا پسند فرماتے تھے۔

حوالہ جات

1 ملا علی القاری، علی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، (بیروت، دار الفکر، ط۔۱، ۱۴۲۲ھ)، ۱: ۳۳۵

Mullā ʿAli al-Qāri, ʿAli bin Sulṭān, Mirqāt al Mafātīḥ Sharah Mishkāt al Maṣābīḥ, (Bairūt, Dār al- Fikr, Edition:1, 1422 AH), 1: 335

الشعرانی، عبدالوہاب بن احمد، الطبقات الکبریٰ، (مصر، مکتبۃ محمد الملیجی الکتبی واخیہ، ۱۳۱۵ھ)، ۲: ۱۵۶

Al-Shaʿrānī, ʿAbdul Wahāb bin Aḥmad, Al-Ṭabqāt al Kubrā, (Miṣr, Maktabah Muḥammad Al-Maliji al- kutubi, 1315 AH), 2: 156

2 اخلاق حسین قاسمی، فوائد الفواد کا علمی مقام، (کراچی، مکتبہ اسعدیہ، ۲۰۰۶ء)، ۵۴

Akhlāq Ḥussain Qāsmi, Fawāid al Fawād ka ʿilmi Maqām, (Karachi, Maktabah Asʿadiyyah, 2006 AD), 54

3 علامہ محمد اقبال، بانگ درا، (لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ط: اول)، ۱۲۰

ʿAllāma Muḥammad Iqbāl, Bāng e Dra, (Lahore, Maktabah Taʿmīr Insāniyat, Edition:1) 120

4 میر خورد کرمانی، محمد مبارک، سیر الاولیاء، (دہلی، مطبع محب ھند، ۱۳۰۲ھ)، ۲۶۳

Mīr Khurd Kirmānī, Muḥammad Mubarak, Siyar al-Auliyāʾ,(Dehli, Maṭbʿa Muḥibb Hind 1302) 263

5 حدیث پاک میں بیان کردہ یہ واقعہ بعینہ ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکا، البتہ اس قسم کے مفہوم والی روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ، فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

(محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الغسل، باب: الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ، (کراچی، مکتبۃ البشریٰ)، حدیث: ۲۸۵، ۱: ۶۵

Muḥammad b. Ismā„īl al-Bukhārī, al-jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ , Kitāb: Al Ghusul, Bāb:Al Junub Yakhruj w yamshī …(Karachi: Maktabah Al-Bushra), Hadīth:285, 1:65.

6 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء)، مترجم: خواجہ حسن ثانی نظامی، (لاہور، زاویہ فاؤنڈیشن، ۲۰۰۳ء)، ۲: ۲۴۹

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, Translator: Khawājah Ḥassan Thāni Niẓāmī, (Lahore, Zāvia Foundation, 2003 AD), 2: 249

7 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۹۷

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād,4:397

8 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ الذی صلی فیہ، (بیروت، المکتبۃ العصریۃ)، حدیث: ۱۰۶۴، ۱: ۲۶۴

Abu Dawūd, Sulaimān bin Ashʿath, Al-Sunan, Kitāb Al Ṭaharah, Bāb: Fi al Rajul YataṬawaʿa…., (Bairūt, Al Maktabah Al ʿaṣriyyah, Hadīth: 1064, 1: 264

9 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الطہارۃ، باب الامام یتطوع فی مکانہ، حدیث: ۶۱۶، ۱: ۱۶۷

Abu Dawūd, Sulaimān bin Ashʿath, Al-Sunan, Kitāb Al Ṭaharah, Bāb: Al Imām YataṬawaʿa fi Makānih, Hadīth: 616, 1: 167

10 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۲: ۲۴۷

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 2: 247

11 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۲: ۲۴۸

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 2: 248

12 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۲: ۲۳۲

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 2: 232

13 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۲: ۲۴۸

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 2: 248

14 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۵: ۴۲۶

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 5: 426

15 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۵: ۴۲۷

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 5: 427

16 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۴۶

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 346

17 برھان الدین المرغینانی، ابوالحسن، **الھدایہ**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی)، ۱: ۵۶

Burhān al Dīn al Murghinānī, Abul Ḥassan, Al Hidāyah, (Bairūt, Dār Iḥyā al turath al ʿArabi), 1: 56

18 بعینہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مبارکہ تلاشِ بسیار کے باوجود نہ مل سکی، البتہ ملتے جلتے مفہوم کی روایت مؤطا امام مالک بروایت امام محمد میں مذکور ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ حَجَرًا (مالک بن انس، مؤطا امام مالک، باب افتتاح الصلوٰۃ، (المکتبۃ العلمیۃ، ط۔ ۲)، حدیث: ۱۲۶، ۶۳

Mālik bin Anas, Mauṭaʾ imām Mālik, Bāb: Iftitāḥ al Ṣalah, (Al- Maktabah Al ʿilmiyyah, Edition: 2), Hadīth: 126, 63

19 محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا۔۔۔۔۔۔ الخ، حدیث: ۷۵۶، ۱: ۱۵۱

Muḥammad b. Ismā„īl al-Bukhārī, al-jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ , Kitāb: Al Adhān, Bāb: Wujūb al qiraʾah……., Hadīth: 756, 1: 151

20 میر خورد کرمانی، سیر الاولیاء، ۳۹۲۔۳۹۳

Mīr Khurd Kirmānī, Siyar al-Auliyāʾ, 392-393

21 فخر الدین زرّادی، کشف القناع رسالہ اصول السماع، الاحسان شمارہ نمبر ۱۰ (سلطان المشائخ نمبر)، (لاہور، ورلڈ ویو پبلشرز، ط۔ ۲، مارچ ۲۰۲۰ء)، ترجمہ: محمد ذکی، ۵۶

Fakhar al Dīn Zarrādī, Kashf al Qannā ʿ, Al IḤsān Issue No. 10, (Lahore, World View Publishers, Edition: 2, March 2020 AD), Translator: Muḥammad Dhaki, 56

22 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۳۲

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 332

23 ابو بکر بن مسعود الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ)، ۱: ۳۱۲

Abu Bakar bin Maṣʿūd al Kāsāni, ʿAlā al Dīn, Badāʾiʿ al Ṣānāʾiʿ, (Bairūt, Dār al-Kutub al ʿilmiyyah, 1418 AH) , 1 : 312

24 یحیٰ بن شرف نووی، المجموع شرح المھذب، (بیروت، دار الفکر)، ۵: ۲٦۸

Yaḥya bin Sharf Navavi, Al Majmūʿ Sharaʿa al Muhadhab, (Bairūt, Dār al- Fikr) , 5: 268

25 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۲۴

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 324

26 اس حدیث کا عربی متن یہ ہے: إنّ شَھْرَ رَمَضانَ مُعَلّقٌ بَیْنَ السَّماءِ والأَرْضِ لَا یُرْفَعُ إلاّ بِزَکاۃِ الْفطر

(زین الدین محمد المناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، (مصر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ط۔۱، ۱۳۵٦ھ)، ۲: ۴۵۵

Zain al Dīn Muḥammad al Manāvī, Faiz al Qadīr Sharah Jamiʿ Al Ṣaghīr, (Miṣr, Al Maktabah Al Tujāriyah al kubrā, Edition: 1, 1356 AH), 2: 455

27 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۸۷، ۳۸۸

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 387-388

28 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۴۰۵

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 405

29 امیر حسن سجزی، فوائد الفواد، ۴: ۳۴۱۔۳۴۲

Amīr Ḥassan Sajzī, Fawāid al Fawād, 4: 341-342